بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْر

اللہ مددگار ہے مومنوں کا (اِسی لئے) انہیں گمراہی کے اندھیروں سے ہدایت کی روشنی کی طرف نکال لاتا ہے

ایمان افروز اور شرک سوز مقالہ
موسومہ بہ

حضرت پیرانِ پیرؒ کی شخصیّت سیرت اور تعلیمات

از رشحاتِ قلم

علّامہ پیر سیّد نصیر الدّین نصیؔر گیلانی

سجّادہ نشین آستانۂ عالیہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف

ہے کہ ایک طرف اُن کی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملا دیے جائیں اور اُن کی شانیں رسولوں کی شانوں کے ساتھ ملائی جائیں، مگر جب اُن کی تعلیمات سے کوئی حوالہ پیش کر دیا جائے تو سانپ سونگھ جائے ......ع تُفو بر تُو اے چرخِ گرداں تُفو

غنیۃ الطالبین کے صحتِ انتساب پر بہت سے علماء نے اعتراض کیا ہے، اور کچھ واعظین یہ کہتے ہیں کہ کتاب اور عبارت حضرت کی ہے ہی نہیں، اِسی طرح غوثِ پاک کے خطبات کے مجموعے فتوح الغیب کے بارے میں بھی دبے لفظوں میں ایسی باتیں سامنے آئیں، جب کہ فتوح الغیب کے متعلّق آج تک کسی محقّق نے یہ تحقیق ظاہر نہیں کی البتّہ غنیة الطالبین کے بارے میں چند علماء نے شک وشبہ کا اظہار کیا جن میں علاّ مہ عبدالعزیز پرھاروی صاحبِ نبراس بھی ہیں، وہ حاشیۂ نبراس علیٰ شرح العقائد صفحہ 475 پر رقم طراز ہیں: ولا یغرّنك و قوعهٗ فی غنیة الطالبین المنسوبة اِلی الغوثِ الا عظم عبدالقادرجیلانی قدّس سرّهٗ العزیز فالنّسبة غیر صحیحة والاحادیث الموضوعة فیهاو افرة (النبراس للعلامه پر هاروی صفحه 475 مطبوعہ مکتبہ اکرمیہ قصہ ّخوانی بازار پشاور سنِ طباعت 1318ھ)

ترجمہ: اور (اے قاری!) تجھے اُس روایت (مندرجہ فی الکتب) کا غنیۃ الطالبین میں ہونا دھوکے میں نہ ڈال دے وہ غنیۃ الطالبین جو غوثِ اعظم عبدالقادر جیلانیؒ کی طرف نسبت کی گئی ہے، پس اُس کی غوثِ پاکؒ کی طرف نسبت صحیح نہیں اور اُس میں کثرت سے موضوع احادیث بھی ہیں۔

اِس پر مزید حاشیہ لکھتے ہوئے علامہ برخودار ملتانیؒ رقم طراز ہیں: قـولـهٗ
فـالـنسبة غير صحيحة ويشهدلهٗ قول الشيخ عبدالحق الد هلوی فی عنوان تـرجـمة العينية بالفارسية "ہرگز ثابت نشدہ کہ ایں از تصنیفِ آنجناب است اگر چہ انتساب بآنحضرت شہرت دارد و نظر برایں کہ شاید دراں حرف از آں جناب بود ترجمہ کردم چنانچہ علامہ میبذی دردیباچہ دیوان کہ نزدِ عوام منسوب بحضرت امیر المؤمنین علیؓ است برہمیں اسلوب معذرت کردہ۔

ترجمہ: صاحبِ نبراس کا یہ قول کہ ''اِس کی نسبت غوثِ پاکؒ کی طرف صحیح نہیں'' اِس بات کی گواہی حضرت شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ کا یہ قول بھی دیتا ہے جو انہوں نے ترجمۃ العینیہ کے عنوان میں فرمایا جو فارسی میں ہے کہ ''ہرگز یہ بات ثابت نہیں کہ یہ حضرت غوثِ پاکؒ کی تصنیف ہے اگر چہ اِس کا انتساب حضرت کی طرف شہرت رکھتا ہے اور میں نے اِس نظریئے کے تحت ترجمہ کردیا ہے کہ شاید مکمل نہ سہی کچھ کلام اِس میں حضرت کا ہو (تو بھی سعادتِ ترجمہ حاصل ہو جائے) جیسا کہ علامہ میبذی نے اُس دیوان کی شرح کرتے ہوئے دیباچہ میں وضاحت ومعذرت کی ہے، جو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور عوام اِسے آپ کا کلام سمجھتے ہیں (تاکہ اگر کچھ کلام بھی اِس میں حضرت علیؓ کا ہو تو سعادتِ ترجمہ حاصل ہو جائے) علاوہ ازیں اور بھی علماء نے یہ اعتراض کیا ہے، لیکن میں کہتا ہوں کہ اِس کا جواب چند طرح سے ہے۔

اوّلاً: کسی تصنیف کی صحتِ انتساب کے ثبوت کے لئے ایک بہت بڑی دلیل' تواتر بھی ہوتا ہے، جو صدیوں سے اِس کتاب کے متعلّق چلا آرہا ہے۔ بجز چند معدود اہلِ علم کے اکثر علمائے محقّقین نے اِسے حضرت پیرانِ پیرؒ کی تصنیفات میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ خود علاّمہ برخوردار ملتانیؒ حاشیۂ نبراس کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں:

اقوالُ نسبة الغنية الى غوث الثقلين توجد فى كتب ابن حجر وغيرهٗ من الاكابر۔۔۔۔۔الخ ۔ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ غنیۃ الطالبین کی نسبت غوثِ پاکؒ کی طرف علاّمہ ابن حجرؒ اور اِس جیسے دیگر اکابر کی کتب میں بھی پائی جاتی ہے۔

مولنا برخوردار ملتانیؒ کا یہ کہنا کہ ابنِ حجرؒ اور دیگر اکابر کی کتب میں غنیۃ کی نسبت غوثِ پاکؒ کی طرف موجود ہے، تو دیکھئے جن حضرات نے بہ شمولِ شیخِ محقق دہلویؒ صحتِ انتساب میں کلام کیا ہے اُن کی نسبت علامہ ابنِ حجرؒ وغیرہ کہیں زیادہ مقدّم فی الزماں اور حُجت ہیں۔ جب اُن کے زمانے میں بھی اِس انتساب کو شہرت مل چکی تھی، بقولِ برخوردار ملتانیؒ تو پھر بعد والوں کا اعتراض کس درجہ میں ہوگا۔

ثانیاً: غنیۃ کی نسبت غوثِ پاکؒ کی طرف مشہور و معروف ہے، لیکن انتساب کو غلط یا مشکوک کہنے والوں نے آج تک اصل مصنّف کا نام روشناس نہیں کرایا کہ غوثِ پاکؒ نے یہ کتاب تصنیف نہیں کی تو آخر کس شخصیّت نے یہ کتاب لکّھی جو ایسی تحقیقی کتاب لکھ کر خود پردۂ اخفاء میں چلی گئی۔ شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ اور علاّمہ عبدالعزیز پرہاروی جیسے اعاظم محقّقین نے بھی اصل مصنّف کے چہرے سے پردہ نہیں

اُٹھایا آخر اِس کی کیا وجہ ہے؟

ثالثاً : صحّتِ انتساب میں کلام کرنے والوں کو شک ہے کہ یا تو یہ ساری کتاب غوثِ پاکؒ کی تصنیف نہیں، بلکہ آپؒ کی طرف منسوب ہے یا پھر اِس میں کچھ عبارات الحاقی ہیں، جبکہ صحّتِ انتساب کے قائلین کہتے ہیں کہ تواترِ زمانہ، شہرتِ عند العلماء کے سبب اِس کا آپؒ کی طرف انتساب یقینی ہے۔ اب یقین اور شک اکٹھے ہو گئے ہیں تو علماء اور کتب کی طرف رجوع کرنے سے یہ قاعدہ وقانون سامنے آتا ہے کہ الیقین لا یزول بالشك یعنی شک کے ساتھ یقین زائل نہیں ہوتا۔

بایں ہمہ اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے تسلیم کرلیں کہ اِس کتاب میں کچھ الحاقی عبارات ہیں تو بھی اِس کتاب کی مکمل صحّت وافادیت سے انکار بہت بڑی محرومی ہے جبکہ اِس میں حضرت پیرانِ پیرؒ نے جس قوّتِ تحقیق اور زورِ استدلال کے ساتھ شرک وبدعات اور مذاہبِ باطلہ وفرقہ ہائے کاذبہ کا رد کیا ہے وہ مذہبِ حق اہلسنّت والجماعت کے لئے ایک بہت بڑا حوالہ اور بہت وقیع ذخیرۂ معلومات ہے۔

رابعاً: سلسلۂ چشتیہ کے مشہور شیخ حضرت مولنا فخر الدین فخرِ جہاں دہلویؒ کی علمی وتحقیقی حیثیت کو علمائے ظاہر کے علاوہ صوفیائے محققین نے بھی تسلیم کیا ہے۔ خصوصاً جب آپ نے کتاب فخر الحسن تصنیف فرمائی تو صوفیائے کرام اور علمائے عصر نے آپ کی تحقیق کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا اور آپ کے علمی مقام اور وسعتِ مطالعہ کے دِل وجان سے قائل ہوئے اُنہوں نے بھی غنیۃ الطالبین کو غوثِ پاکؒ ہی کی تصنیف کہا اور اِس کی

عدمِ صحّتِ انتساب کے قائلین کو محقّقانہ جواب دیا اور ثابت کیا کہ یہ حضرت غوثِ پاکؒ ہی کی تصنیف ہے اور اِس میں مندرجہ عبارات آپؒ ہی کی تحریر کردہ ہیں۔ چنانچہ اِس موضوع پر ملاحظہ ہو۔

(تاریخ مشائخ چشت، از پروفیسر خلیق احمد نظامی، صفحہ 478، مطبوعہ کراچی)

خامساً: اعتراض میں شیخِ محقق شاہ عبدالحق محدّثِ دہلویؒ کا حوالہ ہمارے موقف کا مزید مؤیّد ہے کہ اگر غنیۃ الطالبین کی صحّتِ انتساب میں ذرّہ بھر بھی شک ہوا تو شیخِ محقّق نے برملا اظہار کر دیا، جبکہ فتوح الغیب کی کسی عبارت پر آپ نے عدمِ اطمینان کا اظہار نہیں فرمایا اور نہ ہی اُسے عقائد اہلسنّت سے متصادم قرار دیا، بلکہ آپؒ نے فارسی زبان میں اُس کی وقیع وضخیم شرح لکھی جس کا نام شرحِ فتوح الغیب (فارسی) ہے۔ آپ کا فتوح الغیب کی شرح لکھ کر اُس کے مندرجات پر کوئی اعتراض نہ کرنا اور اُس کی کسی عبارت کو بھی الحاقی اور مشکوک قرار نہ دینا اِس بات کی پختہ دلیل ہے کہ شیخِ محقّق کے نزدیک یقیناً فتوح الغیب پیرانِ پیرؒ ہی کی تصنیفِ لطیف ہے اور اِسی میں مندرج خطبات و مواعظ کتاب وسنّت کی تشریحات اور عقائدِ اہلسنّت کے ترجمان ہیں۔

علاوہ ازیں دورِ قریب کی مقتدر علمی وروحانی شخصیّات بھی فتوح الغیب کی حضرتِ غوثِ پاکؒ سے عدمِ صحّتِ انتساب پر یکسر خاموش رہیں، جن میں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ اور حضرت مولٰنا احمد رضا خان بریلویؒ سرِ فہرست ہیں۔ اگر کوئی ایسا شک والا معاملہ ہوتا تو کم از کم اِن حضرات نے اِتنے بڑے مغالطہ کی نشاندہی کیوں

نہ فرمائی، جب کہ بالخصوص اِن ہر دو حضرات کو حضرت پیرانِ پیرؒ سے خصوصی عقیدت اور امتیازی ارادت تھی۔ فاضل بریلویؒ نے ردِّ وہابیّت میں جو کارہائے نمایاں کیئے وہ کسی سے مخفی نہیں، توحید اور اُس کے متعلّقات پر جو مواد فتوح الغیب میں موجود ہے، دوسرے مکاتبِ فکر زیادہ تر اُنہی کے حوالے دیتے ہیں، اِس کے باوجود فاضل بریلویؒ نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ جس کتاب کے تم لوگ حوالے دیتے ہو، اُس کی حضرت پیرانِ پیرؒ سے صحّتِ انتساب فلاں فلاں دلائل کی بنا پر مشکوک ہے۔ فاضل بریلویؒ اور اُن جیسے دیگر علمائے ہندوستان کا اِس کی عدمِ صحّتِ انتساب پر خاموش رہنا، اِس کی دلیل ہے کہ یہ حضرات اِس کتاب میں موجود مواعظ کو حضرت غوثِ پاکؒ ہی کے ارشادات اور خطبات مانتے تھے ورنہ اِن میں سے اگر کوئی دلائل کے ساتھ اِن مواعظ کو مشکوک قرار دیتا تو اُسے کون روک سکتا تھا۔

یا پھر قادری سلسلے کے علماء سے بھرا ہوا پورا ہندوستان اِن شکوک کو تحریری طور پر کیوں رفع نہ کرتا۔ لہٰذا اگر کسی صاحبِ علم و تحقیق کو اپنی مطالعاتی وسعتوں پر اس قدر ناز ہے اور وہ خود کو غوثِ پاکؒ سے منسوب فتوح الغیب یا اُس کی کسی عبارت کو عظیم محقّقینِ سلف کی تحقیقات کی روشنی میں غلط ثابت کرنے کا دعویٰ رکھتا ہے، تو بسم اللہ میدانِ تحقیق میں اُترے ہم اُس کے ایک ایک فقرے کا نہ صرف تحقیقی جواب دیں گے، بلکہ ان شاء اللہ غوثِ پاکؒ کے مواعظ کے ایک ایک لفظ کو قرآن و سنّت کی روشنی میں ثابت کر کے دکھائیں گے کہ آپ نے جو کچھ فرمایا وہ قرآن و سنّت کے فلاں فلاں حکم کی صدائے بازگشت ہے۔ راقم الحروف نے بہت سمجھ سوچ کر ایک طویل قصیدہ پیرانِ پیرؒ کے لئے کہا تھا، جس کے چند